محمد اسحاق بھٹی

# ایک حدیث

**عن ابی شریح ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال**
**واللّٰہ لایومن' واللّٰہ لایومن' واللّٰہ لا یومن۔**
**قیل و من یا رسول اللّٰہ ——**
**قال النذی لایا من جارہ بوائقہ۔**

(صحیح بخاری۔ کتاب الادب۔ باب اثم من لایامن جارہ بوائقہ)

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
خدا کی قسم نہیں ایمان دار ہوتا' خدا کی قسم نہیں ایمان دار ہوتا' خدا کی قسم نہیں ایمان دار ہوتا۔
عرض کیا گیا: کون اے اللہ کے نبیؐ ——
فرمایا: وہ شخص جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں۔

یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جو قبیلہ بنو خزاع کی شاخ بنو عدی سے تعلق رکھتے تھے اور اسی وجہ سے ابو شریح خزاعی عدوی کہلاتے تھے۔

اس نہایت مختصر حدیث میں ایک ایسی بات بیان فرمائی گئی ہے' جس کا

تعلق ہمارے معاشرتی معاملے سے ہے۔ اور وہ معاملہ ہے' ہمسائے سے میل جول اور مراسم کا۔ آنخضرتؐ نے تین مرتبہ زور دے کر فرمایا کہ ایسا شخص ایمان دار نہیں ہو سکتا جس کی شرارتوں سے اس کا ہمسایہ محفوظ نہیں۔

ہمسائے کے بارے میں آنخضرتؐ کے بہت سے فرامین حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں' جن میں آپ نے حکم دیا ہے کہ ہمسائے کی عزت کی جائے' اس کا احترام کیا جائے اور اس کی ضرورتوں کو ملحوظ خاطر رکھا جائے۔ جو شخص اس کا خیال نہیں رکھتا اور ہمسائے کو تکلیف پہنچاتا ہے' اسے اپنے ایمان کو ٹٹولنا چاہیے۔ اس کا ایمان ہرگز تکمیل کی منزل کو نہیں پہنچا۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمسایہ کون ہے اور اس کا اطلاق کن لوگوں پر ہوتا ہے؟

ہمسائے کی تعریف بہت وسیع ہے اور اس کی حدود دور تک پھیلی ہوئی ہیں۔ ہم عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ہمسایہ اس کو کہا جاتا ہے' جس کا مکان قریب ہو۔ بے شک وہ ہمسایہ ہے' لیکن ہمسائیگی صرف اسی پر ختم نہیں ہو جاتی' آگے بھی چلتی ہے' گلی اور محلے میں رہنے والے تمام لوگ ہمسائے کہلائیں گے۔ پھر اس کے ساتھ والوں کو ہمسائے کہا جائے گا۔ اگر آپ گاؤں میں رہتے ہیں تو اردگرد کے دیہات کے باشندے آپ کے ہمسائے ہوں گے۔ شہر میں سکونت پذیر ہیں تو اس شہر اور ضلعے کے لوگوں کو آپ کے ہمسائے کی حیثیت حاصل ہوگی جن کی حدیں آپ کے شہر اور ضلعے سے متصل ہیں۔ اسی طرح ایک صوبہ دوسرے صوبے کا ہمسایہ ہوگا۔ پھر اس ملک کو ہمسائیگی کا درجہ دیا جائے گا جو آپ کے ملک کے قریب تر ہے اور جس کی سرحدیں آپ کے ملک کی سرحدوں سے ملی ہوئی ہیں۔ ہر ملک کے لوگوں بالخصوص سیاست دانوں اور حکمرانوں سے آپ سنتے ہیں کہ فلاں ملک ہمارا قریبی ہمسایہ ہے اور ہم اس سے بہتر تعلقات قائم کرنے اور قائم رکھنے کے خواہاں ہیں۔

اب اس مسئلے پر غور کیجیے کہ کیا اس دور کے لوگ ہمسائیوں کے حقوق ادا کرتے ہیں؟ اور ایک دوسرے کو کوئی تکلیف پہنچانے اور اذیت میں مبتلا کرنے سے اپنے ہاتھ یا زبان کو محفوظ رکھتے ہیں؟

جہاں تک واقعات کا تعلق ہے' جواب نفی میں ملے گا۔ ہم آنکھوں سے دیکھتے اور اخباروں میں پڑھتے ہیں کہ گلی محلے کے ہمسائے آپس میں لڑ رہے ہیں اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہیں۔ شہروں اور قصبوں میں رہنے والے باہم دشمن بنے ہوئے ہیں۔ کوئی کسی کو مار رہا ہے' کوئی گالی دے رہا ہے' کوئی لوٹ رہا ہے' کوئی چوری کر رہا ہے' کوئی قتل کر رہا ہے' کوئی کسی کا مذاق اڑا رہا ہے' اور کوئی کسی کے خلاف سازش کر رہا ہے۔

حالات اس قدر بگڑ چکے ہیں کہ مسجدوں اور عبادت گاہوں پر حملے کیے جاتے ہیں اور نمازیوں اور عبادت گزاروں کو قتل کیا جاتا ہے۔ مسافروں کو لوٹا جاتا اور ریلوں اور بسوں میں بموں کے دھماکے کیے جا رہے ہیں۔ دکانوں اور گھروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔ اغوا کی وارداتیں عام ہوگئی ہیں۔ ہر طرف لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے۔ کچہریوں اور عدالتوں میں گولیاں چل جاتی ہیں۔ کوئی ہمسایہ محفوظ ہے اور نہ کوئی بڑا خطرے سے باہر ہے' نہ کوئی چھوٹا۔ اور نہیں تو الزام تراشی اور طعنہ زنی تو کہیں نہیں کی گئی۔ اس کے باوجود ہم مسلمان اور مومن ہیں۔ حالاں کہ سلامتی اور امن نام کی کوئی شے ہم میں دور دور تک نظر نہیں آتی۔ چاروں طرف بدامنی پھیلی ہوئی ہے اور سلامتی کی راہیں خطرات سے بھر گئی ہیں۔ ہم یہ بھول چکے ہیں کہ اسلام' سلامتی کی طرف بلاتا اور ایمان' امن کی دعوت دیتا ہے۔

یہ صورت حال صرف عوام تک محدود نہیں' خواص بھی تھوڑے سے فرق کے ساتھ اسی دھندے میں لگے ہوئے ہیں۔ وہ ایک دوسرے کے خلاف اخباروں میں بیان دیتے ہیں اور جلسوں میں تقریریں کرتے ہیں اور اپنی اپنی

جماعتوں اور دھڑوں سے تعلق رکھنے والوں کو دوسروں کے خلاف بڑھکانے کی سعی کرتے اور ایک دوسرے پر ایسے ایسے الزام دھرتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ یہ سب کچھ کر لینے کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ فلاں ہمارا دوست ہے اور اس سے ہمارے ذاتی اور خاندانی تعلقات ہیں۔ یعنی دوستوں اور ہمسائیوں کو آڑے ہاتھوں لیا جاتا ہے اور بسا اوقات ایسی باتیں ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں' جن کا حقیقت اور صداقت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔

اسمبلیوں میں بیٹھے ہوئے یہ معزز ہمسائے ایک دوسرے کو جس انداز سے خطاب کرتے اور جو زبان استعمال کرتے ہیں' وہ روزانہ اخباروں کے ذریعے ہمارے مطالعے میں آتی ہے۔ پھر دھڑلے سے کہا جاتا ہے کہ ہم لوگ سچائی کے مبلغ' اسلام کے داعی اور مسلمانوں کے نمائندے ہیں۔

یہاں یہ یاد رہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمسائے کے احترام کے لیے کسی خاص مذہب کی شرط عائد نہیں کی' ہمسایہ کوئی بھی ہو' مسلمان ہو یا غیر مسلم اس کی تکریم کرنی چاہیے۔ اسے نہ ذہنی و فکری تکلیف پہنچانی چاہیے اور نہ مالی و بدنی ——— !

اپنے ملک کے ساتھ جس ملک کی سرحدیں ملی ہوئی ہیں' وہ بھی ہمسایہ کہلاتا ہے' اس کے ساتھ بھی بہتر تعلقات قائم رکھنے کی کوشش کرنا اور آپس میں احترام کے جذبات سے پیش آنے کے لیے ساعی ہونا ضروری ہے۔

سائنس کی ترقی اور حالات کی رفتار نے پوری دنیا کو ایک محلے کی شکل دے دی ہے۔ کہیں کوئی واقعہ رونما ہو فوراً اس کی تفصیلات دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک پہنچ جاتی ہیں اور لوگ اس کے حسن و قبح سے آگاہ ہو جاتے ہیں' پھر انھیں یہ بھی پتا چل جاتا ہے کہ اس کے نتائج کیا نکلیں گے اور لوگوں پر اس کے کیا اثرات مرتب ہوں گے۔

اس اعتبار سے ہر ملک دوسرے ملک کا ہمسایہ ہے' اور اسلام کی رو

سے حقوق ہمسائیگی کا خیال رکھنا نہایت ضروری ہے۔ لیکن عملاً معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ کسی ہمسائے کا قطعاً" کوئی احترام نہیں کرتا۔ عرب ملکوں کو لیجیے' وہ ایک دوسرے کے ہمسائے ہیں اور ان کی سرحدیں باہم متصل ہیں' مگر ان کے آپس کے اختلافات' دشمنی کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض ملک امریکہ اور برطانیہ وغیرہ ممالک سے تو دوستی کا اظہار کرتے ہیں' لیکن ان مسلمان ملکوں سے' جن کی سرحدیں بالکل ان کے ساتھ وابستہ ہیں' شدید عداوت رکھتے ہیں۔

بہرحال حدیث رسولؐ کی رو سے ہمسایہ مسلمان ہو یا غیر مسلم اس کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کرنے کے لیے کوشاں ہونا چاہیے۔